بسم اللہ الرحمن الرحیم

رضائے حق موجب رضائے خداست

کسی نیز ہم الا عزاز رضوانست

حق

قیمت سالانہ: ۳ر

بیرون ہند ۵ شلنگ

فی پرچہ ۱ر

نمبر ۶ | (۱۲ر شعبان المعظم) سنہ ۱۳۴۴ھ (۲۶ر فروری سنہ ۱۹۲۶ء) | جلد ۲

سچی باتیں

"حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ ماہ شعبان کی پندرہویں شب کو خدائے تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال کرتا ہے، اور بجز مشرک اور عداوت رکھنے والے کے سب کی مغفرت کرتا رہتا ہے۔" (ما ثبت بالسنہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ صفحہ ۲۱۱)

"حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا، کہ پندرہویں شعبان کی شب بھر عبادت کرو، اور دن میں روزہ رکھو، کہ اس شب کو غروب آفتاب کے بعد سے صبح تک ذات احدیت کا نزول آسمان دنیا پر رہتا ہے، اور بارگاہ صمدیت سے آواز آتی رہتی ہے، کہ اس وقت جو مغفرت طلب کرے، اس کی مغفرت کرتا ہوں، جو روزی طلب کرے، اسے روزی دیتا ہوں، اور جو مصیبت میں مبتلا ہو، اسے نجات دیتا ہوں۔"

(ایضاً)

"حضرت عائشہؓ سے متعدد طریقوں پر باختلاف جزئیات یہ روایت منقول ہے، کہ رسول خدا صلعم شعبان کی پندرہویں شب کو بستر مبارک سے اٹھ کر مدینہ کے گورستان میں تشریف لے گئے ہیں، وہاں جا کر مومنین کی مغفرت کے لئے دیر تک بارگاہ خداوندی میں دعا کی ہے، اس کے بعد کاشانۂ مبارک کو واپس آکر ساری رات نمازوں، اور مغفرت کی دعاؤں میں بسر کی ہے، ان نمازوں کا ہر رکن اتنا طویل ہوتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا، کہ سارا وقت اسی ایک رکن کے ادا کرنے میں صرف ہو جائے گا" (ایضاً صفحہ ۲۱۲-۲۱۴)

رسول کی تعلیم یہ تھی۔ اب ہندوستان میں بسنے والی امت کا عمل کیا ہے؟ بہتر ہوگا، کہ اس کا جواب شیخ دہلویؒ کی زبان سے سنا جائے۔ فرماتے ہیں:۔

ومن البدع الشنیعۃ ما تعارف الناس فی اکثر بلاد الہند من ایقاد السرج ووضعہا علی البیوت والجدران وتفاخرہم بذلک واجتماعہم للہو واللعب بالنار واحراق الکبریت فانہ مما لا اصل لہ فی الکتب الصحیحۃ المعتبرۃ بل ولا فی الغیر المعتبرۃ ولم یرد فیہا حدیث لا ضعیف ولا موضوع ولا یعتاد ذلک فی غیر بلاد الہند من الدیار العربیۃ من الحرمین الشریفین ولا فی البلاد العجمیۃ ما عدا بلاد الہند ولعل عسی ان یکون ذلک ودخل من الکاتب اتخاذا من رسوم الہنود فی ایقاد السراج للدوالی فان عامۃ الرسوم البدعیۃ الشنیعۃ نشأت من الاختلاط بالکفر فی الہند وشاعت فی المسلمین بسبب المجاورۃ والاختلاط واتخاذ النساء الہندیۃ والزوجات من النساء الکافرات

(ما ثبت بالسنہ صفحہ ۲۰-۲۱)

ہندوستان کے اکثر حصوں میں جو بہت ہی بری بدعتیں پھیل گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ رسم ہے، کہ ۱۵ شعبان کی شب کو چراغ جلائے جاتے ہیں، مکانوں اور دیواروں پر رکھے جاتے ہیں، آتش بازی کیجاتی ہے، اور آگ اور گندھک کے تماشوں سے کھیل کیا جاتا ہے، یہ وہ رسم ہے جسکی کوئی اصل معتبر کتابوں میں کیا، غیر معتبر کتابوں میں بھی نہیں پائی جاتی، اور جسکی سند میں صحیح حدیث الگ رہی، ضعیف، بلکہ موضوع تک نہیں، اور نہ صرف اس رسم کا وجود ہندوستان کے باہر حرمین شریفین، یا ملک عرب وعجم میں ہے نہیں اور پایا جاتا ہے۔ قیاس غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ رسم مسلمانان ہند میں ہندوؤں کے ہاں دیوالی کے موقع پر چراغاں ہونے سے آئی ہے، جیسا کہ اور بہت سی خرافاتی رسمیں مسلمانان ہند نے ہندوؤں کی

ہمسائیگی، میل جول، اور اُنکے ہاں کی لڑکیاں اور عورتیں اپنے گھروں میں لانے سے اُنکے اکثر رسمیں اختیار کرلی ہیں۔

کیا یہ برکت والی رات جسے آپ کے مقدس رسولؐ، ساری کی ساری عبادتوں میں جاگ کر کاٹتے تھے، آپ کی نظر میں اس قابل رہ گئی ہے، کہ آپ خود، یا آپ کے بچے، اسے گندھک اور پوٹاس کی خاطرداریوں کی نذر کردیں؟ اس مبارک رات کی سعادت گھڑیاں، جو اللہ کی رحمت و مغفرت کے نزول کے لیے مخصوص ہیں، آپ کے نزدیک کیا اسی قابل ہیں، کہ انکا استقبال پٹاخوں کی آوازوں، اور بارود کے دھوئیں سے کیا جائے؟ جس متبرک رات کو، دنیا کا سب سے زیادہ متبرک انسانؐ، گھنٹوں دست بستہ کھڑے رہ کر، رکوع میں جھک جھک کر، سجدے میں گر گر کر بسر کرتا تھا، کیا امت کے نزدیک اب اُس کی صرف اس قدر وقعت رہ گئی ہے، کہ آتشبازیوں کا تماشہ دیکھ دیکھ کر، مزے دار حلوے کھا کھا کر، اور جی بھر کے اسراف کی داد دے دے کر، اسکی صبح کردی جائے؟ جو رات اللہ کی رضا جوئی اور پرستش کے لیے مخصوص تھی، کیا اب آپ نے اُسے شیطان کی رضا جوئی اور پرستش کے لیے وقف کردینا چاہا ہے؟ جس رات میں آپ کو دینی و دنیوی برکتوں اور نعمتوں کے جمع کرنے کا سب سے زیادہ موقع حاصل تھا، کیا آپ نے طے کرلیا ہے، کہ اُسے آخرت کی بربادیوں اور دنیا کی تباہیوں کا ذخیرہ جمع کرنے میں گنوا کر رہیں گے؟

آپ نے کبھی اندازہ کیا ہے، کہ آپ کی غریب قوم کا کتنا روپیہ ہر سال آگ اور گندھک کی نذر ہو جاتا ہے؟ کبھی تخمینہ کیا ہے، کہ ہندوستان کی کتنی دولت شب برات کے موقع پر "غیروں" اور بیگانوں، ملک و ملت کے دشمنوں کی جیب میں چلی جاتی ہے؟ کبھی یہ سوچا ہے، کہ بارود کے اس دھوئیں سے تندرستی کو کتنا نقصان پہنچتا ہے، اور پھیپھڑوں میں کیسی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں؟ کبھی اس پر نظر کی ہے، کہ ہر سال کتنے بچے آتشبازی سے جل کر ضائع ہو جاتے ہیں؟ کبھی یہ خیال فرمایا ہے، کہ ہر سال، ماں باپ کے لاڈلوں کی کتنی بڑی تعداد ایسی نکلتی ہے، جنکی آنکھیں گندھک اور آگ کے اس خطرناک سوانگ سے جل جاتی ہیں، منہ جھلس جاتے ہیں؟ کبھی اس امر پر غور فرمایا ہے، کہ اس شیطانی کھیل سے جو صدہا نقصانات جو آپ کی قوم کو اُٹھانے پڑتے ہیں، اُنکے مقابلہ میں دنیا نہ سہی، اگر کچھ بھی فائدے ہیں؟ احکام مذہب کی پامالی جیسی کچھ ہوتی ہے اُسے جانے دیجیے، خالص دنیوی حیثیت سے جو نقصانات عظیم ہر سال آپ کی قوم کو برداشت کرنے پڑتے ہیں، کیا اُن سے بچنے کی کوشش کرنا بھی، آپ کے نزدیک بے دانشی ہے؟

"م"

شب برات

پچھلی مرتبہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے جس سرگرمی کے ساتھ شب برات کی آتشبازی کے خلاف جہاد شروع کردیا، اور دہلی کے رہبران خلافت و جمعیۃ علماء نے جس طرح اُنکے ساتھ عملی ہمدردی و رفاقت فرمائی، وہ اس قابل ہے، کہ مسلمان اس پر اپنے تئیں جسقدر بھی مبارکباد دیں، بجا ہے۔ مسلمان اخبارات نے بھی حمایت و تائید کی، لیکن اگر یہ تائید زیادہ پُر زور مجموعی کی جاتی، اور صرف چند بڑے اخبارات تک محدود نہ رہتی، بلکہ چھوٹے بڑے ہر اخبار میں، اور ہر دیہات کے اخبار میں پوری سرگرمی کے ساتھ ہوتی، تو کامیابی بھی یقیناً اور زیادہ ہوتی۔ آیندہ سال اگر یہ کام زمانۂ شب برات کے کئی ماہ پیشتر سے شروع کردیا جائے تو امید ہے کہ سارے ملک میں نمایاں کامیابی ہو۔ آتشبازی کا انسداد، ایسا اہم و متفقہ مسئلہ ہے، جس میں کسی فرقہ کو اختلاف کی گنجائش نہیں، اور حیرت و افسوس ہے، کہ اس جہاد میں بھی، ہماری سب جماعتیں اُس جوش، یکجہتی و سرگرمی کے ساتھ حصہ نہیں لیتے، جو ایسے موقع پر مسلمان کا فرض ہونا چاہیے تھا۔ خواجہ صاحب اور اُنکے رفیقوں نے جو کچھ بھی کوشش فرمائی، حقیقۃً اسکا احسان مسلمانوں کی آیندہ نسلوں پر رہے گا، اور ان حضرات کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا پورا اجر ملے گا۔ آتشبازی کا رواج آج کا چلا ہوا نہیں، صدیوں سے ہندوستان میں قائم ہے، اور پھر کسی ایک ضلع یا صوبہ کے ساتھ مخصوص نہیں، سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ اتنی قدیم و وسیع بدعت کو دُور کرنا آسان نہیں ہوتا۔ خواجہ صاحب مشہور صوفی بزرگوں کے نام لیوا، اور اُن سے توسل رکھنے والے ہیں، اور قدیم صوفیوں کا شیوہ، بدعتوں کو زندہ رکھنا نہیں، بلکہ فنا کرنا ہوتا تھا۔ کاش خواجہ صاحب اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد دوسری مہلک بدعتوں کے پنجہ سے مسلمانوں کو آزاد کرانے کی بھی فکر کریں، اور بجائے تحریک جواز سجود میں بالواسطہ ممد ہونے کے، اسلام کی بیکسی تعلیمات کا پرچار کرنا ہی اپنا مقصد زندگی بنالیں۔

"م"

زنجیر غلامی کی ایک اور کڑی

ہندوستان میں باہر سے آنے والے موٹروں کی درآمد کے متعلق جو اعداد، انگریزی اخبارات نے شائع کیے ہیں، ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

	بڑے موٹر	چھوٹے موٹر
دسمبر ۱۹۲۳ء میں تعداد درآمد	۹۸	۲۰۰
دسمبر ۱۹۲۴ء "	۱۹۵	۹۰۰
دسمبر ۱۹۲۵ء "	۴۶۰	۱۳۲۲

انگریزی اخبارات ان اعداد کو شائع کرکے خوش ہو رہے ہیں، کہ مغرب کی تجارت خوب چمکی، جرمن مغرب کا مال خوب بکا، اور ہندوستان نے منزل تہذیب و تمدن کی راہ میں کچھ اور قدم اُٹھائے! لیکن ہندوستان کے سنجیدہ طبقہ کو کیا سمجھنا چاہیے؟ یہ موقع مسرت و شادمانی کا ہے! غم و ماتم کا؟ ہندوستان نے یہ سودا کرکے کچھ پایا، یا کچھ کھویا؟ کچھ حاصل کیا، یا کچھ ضایع کیا؟ تہذیب و تمدن میں ترقی کی، یا اپنی غلامی و محتاجی کو اور بڑھالیا؟ معیشت میں کچھ آزادی حاصل کی! یا اپنے پیروں میں ایک اور قماری، محتاجی کی بیڑی اور ڈال لی؟

گرہیں کھل رہی ہیں، یا پیچ پڑ رہے ہیں؟

"م"

عدل برطانوی کا ایک نمونہ

سرکار انگریزی کے عدل و انصاف کے افسانے، اتنے گھڑے گئے ہیں، اس کثرت سے ہر طرف سے کانوں میں پڑنے لگے، کہ ہندوستان کے دل نے برطانوی انصاف پوری، اور انگریزی

بڑی بشارت

(از عبدالماجد)

گرمی کا موسم جب سردی میں تبدیل ہونے لگتا ہے، تو پہلے ایک ماہ گلابی جاڑے کا آتا ہے۔ دن جب رات میں تبدیل ہونے لگتا ہے، تو ایک مستقل کیفیت شام کی پیدا ہو جاتی ہے۔ رات جب دن میں بدلنے لگتی ہے، تو ایک مستقل سماں صبح کا وجود میں آ جاتا ہے۔ فطرت اپنی ہر بڑی تبدیلی کے لیے اسی طرح ایک درمیانی مرحلہ رکھتی ہے۔

بیج زمین میں پڑتا ہے، لیکن پودا اُس وقت تک نہیں اُگتا، جب تک بیج فنا نہیں ہو جاتا۔ کھاد زمین پر پڑتی ہے، لیکن خوشبودار پھول اور پھل کی شکل میں تبدیل ہو کر اُسی وقت ظاہر ہوتی ہے، جب مٹی اور پانی سے مل کر خود اپنی ہستی کو فنا کر چکی ہوتی ہے۔ بچہ جوانی کی دلچسپیوں سے لطف اُٹھانے کے قابل اُسی وقت ہوتا ہے، جب بچپن کی معصومانہ مسرتوں کو چھوڑ چکتا ہے۔ لڑکی جب بالغ ہونے لگتی ہے، تو کتنی تبدیلیاں اُس میں ہو جاتی ہیں۔ موسم جب تبدیل ہونے لگتا ہے، تو انسان کی خواہشیں، دلچسپیاں اور کیفیتیں بھی کس قدر بدل جاتی ہیں۔ غرض زندگی کے ہر نئے دور کے شروع ہونے کے وقت فطرت نے یہ عام قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ پچھلی حالت یا تو سرے سے فنا ہو جائے، اور یا اُس میں اہم تبدیلیاں واقع ہو جائیں۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں، کہ تبدیلیاں صرف اسی وقت واقع ہوں، جب زندگی میں کوئی مستقل نیا دور شروع ہو، بلکہ عارضۃً جو دور انسان پر گزرا کرتے ہیں، اُنکے ساتھ ساتھ بھی یہ تبدیلیاں اُس کی قوتوں اور صلاحیتوں میں برابر واقع ہوتی رہتی ہیں۔ انسان بیمار پڑ کے، تو گرمی و سردی کا وہ احساس نہیں باقی رہ جاتا ہے، جو حالت صحت میں ہوتا ہے۔ بھوک، پیاس، نیند، زبان کا ذائقہ، یہ تمام چیزیں بدل جاتی ہیں۔ جنس کی لذت انسان اُسی وقت حاصل کر سکتا ہے، جب بیماری کے تمام احساسات، دیکھنے، سننے، سونگھنے وغیرہ سے دست بردار ہو لے۔

یہ کیفیتیں روزمرہ ہر شخص کے تجربہ میں آتی رہتی ہیں۔ ان سے اوپر ایک درجہ وہ آتا ہے، جب انسان وہ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے، جن کے لیے حواس خمسہ ظاہری بیکار ہیں، اور اُس عالم کی سیر کرنا چاہتا ہے جو حواس مادی کی رسائی سے باہر ہیں۔ سو جب اُس عالم کی سیر کا وقت آتا ہے، اُس وقت ان حواس مادی و ظاہری کی قوتیں ماند پڑ جاتی ہیں، اور ٹھیک جس نسبت سے یہ قوتیں ماند پڑ جاتی ہیں، اسی نسبت سے قوت کشفی و اشراقی اُجاگر ہوتی جاتی ہے۔ انسان اُس جدید عالم میں جو کچھ دیکھتا ہے، چشم ظاہری کو بند کر کے، جو کچھ سنتا ہے ظاہری کانوں سے بے پروا ہو کر، جو کچھ محسوس کرتا ہے، ظاہری آلات حس سے بے نیاز ہو کر۔ وہاں جس قوت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ زیادہ مقوی غذائیں کھانے سے نہیں، بلکہ اُسکے ٹھیک برعکس، روزہ رکھنے، فاقہ کرنے سے، اور جسم کو آرام و راحت پہنچانے سے نہیں بلکہ ریاضتوں اور مشقتوں میں ڈالنے سے حاصل ہوتی ہے۔

اُس عالم میں جو کچھ بھی اگر یہی مادی دنیا کی ساری لذتوں کا احساس اور انکی خواہشیں باقی رہیں، تو انسان کے لیے بجائے مفید و معاون ہونے کے مضر و حارج، اور طبیعت میں تردد و انتشار پیدا کرنیوالی ہوں۔

حس دنیا نردبان این جہاں ۔۔۔ حس عقبیٰ نردبان آسماں
صحت این حس بجوئید از طبیب ۔۔۔ صحت آن حس بجوئید از حبیب
صحت این حس ز معموری تن ۔۔۔ صحت آن حس ز تخریب بدن
شاہ جاں مر جسم را ویراں کند ۔۔۔ بعد ویرانیش آباداں کند

اس حالت سے بھی پرے ایک اور حالت ہوتی ہے، جو انسان کے ارادہ و اختیار میں نہیں، بلکہ جس میں فیض کا نزول، تمام تر مبدء فیض ہی کی جانب سے ہوتا ہے۔ اس کامل ترین فیض کے قبول کرنے کی صلاحیت ہر انسان میں نہیں ہوتی، اور یہ نزول بھی بعض مخصوص ہستیوں پر ہوتا ہے، جو اپنے فطرت اور فطری صلاحیت کے اعتبار سے اسکے قبول کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔ اس عالم قدس سے جس وقت بلند ترین انسانوں کا تعلق قائم ہونے لگتا ہے، تو لازمی ہے کہ کم از کم اتنی دیر کے لیے ان پاک و پاکیزہ انسانوں کے رشتے اس مادی دنیا کی کثافتوں سے ٹوٹ جائیں، اور اُس جانب سے انہیں انقطاع کامل ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی سب سے زیادہ معتبر اور مستند شہادتوں سے یہ روایت ہم تک پہنچی ہے کہ عالم انسانیت کے کامل ترین فرد پر، جس وقت اُس دوسرے عالم سے بارش فیض ہونے لگتی تھی، تو اتنی دیر کے لیے اس سب سے اچھے اور سب سے سچے بشر پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی، کانوں میں گھنٹیوں کی سی بجنے کی ایسی شدید آوازیں آنے لگتی تھیں، جن کا تحمل دشوار ہو جاتا تھا، اگر اونٹ جیسا مضبوط جانور اتفاق سے سواری میں ہوتا تھا تو وہ انکی بارگی بوجھ سے بیٹھنے لگتا تھا، چہرہ پر گویا مُردنی کے آثار طاری ہو جاتے تھے، بعض اوقات اتنی سخت سردی محسوس ہونے لگتی، کہ سارا جسم مبارک کانپنے لگتا، اور موٹے موٹے کمبلوں کے اوڑھنے کی ضرورت پڑ جاتی، اور کبھی اسکے برعکس یہ ہوتا، کہ باوجود شدید سردی کے جبین مبارک پسینے سے عرق عرق ہو جاتی۔ غرض، اتنی دیر کے لیے سارے نظام جسمی میں خلل پڑ جاتا اور حواس مادی اپنے طبعی کاروبار کو بالکل ترک کر دیتے۔ نزول وحی کے وقت یہ ظاہری "سختیاں" عین رحمت و شفقت کی علامتیں تھیں، جیسا ہر صاحب نظر ادنیٰ غور کے بعد سمجھ سکتا ہے۔

ایک روز ایسا بھی آنے والا ہے، جب اس عالم ناسوت کا "آج" "کل" سے تبدیل ہو جائے گا، اور وہ "کل" اس "آج" سے ایسا ہی مختلف ہوگا، جیسا دن رات سے ہوتا ہے۔ یہ دن و رات درحقیقت اسی معنی میں فطرت کی تاریک و روشن دو بڑی نشانیاں ہیں۔ (وجعلنا الیل والنھار آیتین، فمحونا آیۃ الیل وجعلنا آیۃ النھار مبصرۃ) آج اسم "الظاہر" کی تجلیاں نگاہوں کو خیرہ کیے دیتی ہیں، کل یہی عالم اسم "الباطن" کے نور سے جگمگا رہا ہوگا (واشرقت الارض بنور ربھا) اُس روز موجودہ نظم کائنات درہم برہم ہو کر رہیگا، اور سارے قوانین مادی اپنی کار فرمائی چھوڑ دیں گے (یوم ترونھا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا)۔ بصارت ظاہری کا کام ختم ہو گی، چاند بے نور ہو جائیگا، سورج اور چاند اکٹھا ہو جائیں گے (فاذا برق البصر وخسف القمر

وتجمع الشمس والقمر) زمین اپنی تمکین کو چھوڑ کر لرزنے لگے گی اور اپنے دفینے اگل کر سبک سار ہو جائیگی (واذا زلزلت الارض زلزالہا واخرجت الارض اثقالہا) پہاڑ ذرہ ذرہ ہو کر اڑتے پھریں گے (وتکون الجبال کالعھن المنفوش) آسمان کی چھت پھٹ جائیگی، تاروں کی سجاوٹ مٹ کر بکھر جائے گی (واذا السماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت) اُس روز تمام راز کھل کر سامنے آجائیں گے (یوم تبلی السرائر) ہر حقیقت بے نقاب ہو کر رہے گی (یوم یکشف عن ساق) ہر نفس پر اس کی اندرونی حالت آئینہ ہو جائے گی (علمت نفس ما احضرت) کشف راز اس زور و وقت کے ساتھ ہوگا، کہ کسی خارجی گواہ کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی، ہر نفس خود اپنے اوپر گواہ ہوگا (کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا)۔

اُسوقت انسانی آبادی انتشار، اضطراب، ہراس و وحشت کے ساتھ ماری ماری پھر رہی ہوگی (یوم یکون الناس کالفراش المبثوث) جس وقت یہ سب کچھ ہو رہا ہوگا، اسوقت دوستی و الفت، رفاقت و محبت، اتحاد و یگانگت کے تمام مادی رشتے ٹوٹ چکے ہوں گے (الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو)، اسوقت عزیز سے عزیز قرابتیں بھی ایک دوسرے کے حق میں بیکار و معطل ہوکر رہ جائیں گی (یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ)، ایسے کٹھن وقت، ایسی نازک گھڑی، جبکہ عالم آب و گل پر یہ انتشار اور کائنات مادی پر یہ اختلال طاری ہو، نا ممکن ہے، کہ انسان کی عقل و فہم، ہوش و حواس، احساس و ادراک، ناسوتی زندگی کے قدیم طرز پر قائم و باقی رہیں۔ ہر انسانی ہستی پر ایک نشہ سا طاری ہو جائے گا، نشہ کے لفظ سے قدرۃً ذہن شراب وغیرہ کی جانب منتقل ہوتا ہے، حالانکہ وہ اس قسم کی کسی چیز کا نتیجہ نہ ہوگا، بلکہ عذاب کا ڈالا ہوا، وہ وقت ہی ایسا سخت ہوگا کہ عقل و فہم، ہوش و حواس گم ہو گئے، اور ہر شخص مست و متوالا نظر آرہا ہوگا (وتری الناس سکاریٰ وما ہم بسکاریٰ ولکن عذاب اللہ شدید)۔

یہ وقت تو وہ ہے جو اجتماعی طور پر ساری انسانی آبادی کو پیش آئیگا۔ لیکن ہر انسان کے لیے ذاتی طور پر اہم وقت، اور نازک گھڑی وہ ہے، جب اُس کی مادی و ناسوتی زندگی، ایک برزخی زندگی میں تبدیل ہونے لگے۔ جب مسلسل تبدیلیوں کا وہ مجموعہ جس پر ناسوتی زندگی کا اطلاق ہوتا ہے، ایک برزخی زندگی میں تبدیل ہونے لگتا ہے، تو فطرت کے عام و عالمگیر قاعدہ کے موافق لازم ہے، کہ اس کی تمام پچھلی خصوصیتیں، جو اسکی مادیت و ناسوتیت کی حیثیت امتیازی قائم رکھے ہوئے ہیں، اب الٹ پلٹ کر رہیں، کہ بغیر اس مرحلہ کو طے کیے برزخی زندگی میں تبدیلی ممکن نہیں۔ جسم کے ذرات میں ایک خاص ترکیب و ترتیب، مختلف قوتوں میں تنظیم، سانس کی آمد و شد، جسم کی گرمی، آلات حواس کی کارگزاری، فہم و ادراک، احساس و ادراک، یہی سب چیزیں مادی زندگی کے خاص مظاہر اور ناسوتی زندگی کی خاص علامتیں ہیں۔ جس وقت انسان اس وطن ناسوتی سے کوچ کرنے لگے، تو یہ عین منشاء فطرت کے موافق ہونا چاہیے، کہ اُسوقت اُسکے سارے ساتھی، اُس کا ساتھ چھوڑ دیں، اور اسکو برزخی زندگی کے برزخی رفیقوں کے حوالہ کر دیں۔

ڈاکٹر جس عضو پر نشتر دینا چاہتے ہیں، تو اسکو دوا لگا کر سُن کر دیتے ہیں، اور جب بڑا نشتر دینا چاہتے ہیں، تو مریض کو کلوروفارم سنگھا کر بیہوش کر دیتے ہیں۔ موت کا نشتر جسم کے کسی خاص حصہ پر نہیں، ساری انسانی زندگی پر ہوتا ہے، ناسوتی زندگی کے سارے رشتے قطع ہوتے ہیں، ہر چیز جس سے الفت ہوتی ہے، چھوٹتی معلوم ہوتی ہے، ہر وہ شے جسے ابتک اپنی کہا جاتا تھا، ہاتھ سے جاتی ہوئی نظر آتی ہے، ایک نیا سفر، بالکل انوکھا تجربہ۔ ایسی نازک گھڑی، ایسے کٹھن وقت، رحمت کا طرفہ ایک ایسے نشہ، ایک ایسی دارو سے بیہوشی کا انتظام کر دیا ہو جو اس دنیا سے بالکل بیخبر کر دے، اور ہر قسم کے ناسوتی احساس و ادراک کا خاتمہ کر دے۔ چنانچہ اس بڑی اور سچی بشارت کو، کائنات کے سچے پیغامبر نے اپنے سچے کلام میں، ان مختصر اور جامع لفظوں میں ادا فرمایا ہے:۔

وجاءت سکرۃ الموت بالحق (موت کی بیہوشی ٹھیک آنی یقینی ہے)

انسانی زندگی کا سب بڑا اور اہم عنصر اسکا ہوش، اسکی عقل، اور اسکے حواس ہی ہیں۔ جب انسان عالم موت سے کوچ کرنے لگتا ہے، گویا رحمت اور بڑی نعمت یہی ہے کہ یہی چیزیں اسوقت سلب ہو جائیں، اور بیہوشی کی جگہ نشہ لے لے۔ چنانچہ قرآنی لفظ سکرۃ الموت (موت کی بیہوشی) ٹھیک اسی مفہوم کے ادا کرنے کیلیے ہے۔ یہ آخری وقت کا نشہ اس قدر تیز و تند ہوگا، کہ تمام مادی احساسات و ادراکات کو باطل کر دیگا، اور انسان کی توجہ تمامتر اُن نئی حقیقتوں، اُن گہری سچائیوں کی طرف پھیر دیگا، جن کی جانب سے انسان کی ظاہری آنکھوں پر اسوقت تک پردہ پڑا ہوا تھا، اور جن پردوں کو جبلت انسانی عالم ناسوت میں اٹھانا چاہتی ہی نہیں (ذلک ما کنت منہ تحید)۔ ہوش کی ضرورت بھی اُسی وقت تک تھی، جب تک اعمال کی ذمہ داری تھی، جب سرے سے یہ ذمہ داری ہی ختم ہو گئی، تو ہوش و حواس کا قائم رہنا بھی غیر ضروری ہو گیا۔ یہ انسانیت کا ایک عام قانون ہے، جس سے نیک و بد، رند و زاہد، کسی کو مفر نہیں۔ چنانچہ جس طرح ہر بشر کو ایک میعاد سفر کے بعد، عالم ناسوت سے سفر کرنا لازمی ہے، اسی طرح یہ بھی لازمی ہے، کہ وہ کیسا ہی ولی، شہید، صدیق ہو یا نبی، جو کوئی بھی دنیائے آب و گل سے کوچ کرنے لگے، موت کے وقت اُسکی ظاہری علامتیں وہی ہوں، جو ایک بدکار و بد نصیب کی ہوتی ہیں۔ محض ان ظاہری علامتوں کی بنا پر کرب و اذیت کو بھی موجود سمجھنا، اسی طرح غلط قیاس ہوگا، جس طرح یہ سمجھنا، کہ چونکہ کلوروفارم سونگھے ہوئے مریض کا گوشت کٹ رہا ہے، اور خون نکل رہا ہے، اس لیے لامحالہ اسے کرب و اذیت بھی ہو رہی ہے۔ تکلیف، محض گوشت کے کٹنے اور خون کے بہنے سے نہیں ہوتی، بلکہ اُسوقت ہوتی ہے، جب احساس تکلیف بھی زندہ ہو۔ اگر سرے سے احساس ہی باطل ہو چکا ہے، تو ظاہری سے ظاہری تکلیف و اذیت بھی غیر محسوس ہی رہے گی لیکن یہ تم آخری نقطہ، سب کے لیے ایک نہ ہوگا، اور نہ ایک ہونا چاہیے۔ زندگی میں خواب سب ہی دیکھتے ہیں، لیکن نیکوں اور بدوں کے زاہدوں اور رندوں کے خواب ایک نہیں ہوتے، موت کے وقت یہ

۱؎ السکر حالۃ تعرض بین المرء و عقلہ ... ومنہ سکرات الموت ... سکرۃ الموت (راغب)، بعض ارباب تفسیر نے بجائے نشہ موت کے بیہوشی شدت موت کے معنی لیے ہیں۔ ہم نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ شدت موت کے باعث نشہ، بیہوشی وغیرہ طاری ہوگی

نشہ جب سر پر مسلط ہوگا، تو قدرۃً وہ خواب بھی ہر شخص کے لیے الگ الگ اثر رکھے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی زندگیاں، مفہوم ہستی سے بیگانہ رہی ہیں، جنہوں نے اپنے وجود کی نشاء و غایت کو سمجھنے کی تکلیف ہی نہیں گوارا کی، اور جو مادی لذتوں کو مقصد حیات سمجھتے رہے، انکے لیے موت کی بیہوشی انتہائی تلخیوں کی مترادف ہوگی، نزع روح کا خواب انتہائے درجہ ہولناک و ہیبتناک ہوگا، اور سکرات موت کی گھڑی حد سے بڑھکر کٹھن اور دشوار ہوگی (ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیہم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن آیاتہ تستکبرون)۔ ان بدنصیبوں کو چونکہ ساری کشش اور وابستگی اسی مادی دنیا سے ہوتی ہے، انکے پیش نظر کسی برتر زندگی کسی برتر رفیق کا تصور نہیں ہوتا، اسلیے قدرۃً انکے حق میں نشۂ موت عذاب جان بنکر نازل ہوتا ہے۔ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، کہ

من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ ... وان الکافر اذا حضر بُشّر بعذاب اللہ وعقوبتہ فلیس شیئ اکرہ الیہ مما امامہ کرہ لقاء اللہ وکرہ اللہ لقاءہ۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من احب لقاء اللہ)

جو شخص اللہ کے سامنے حاضری کو ناگوار سمجھتا ہے، خدا بھی اسکی حاضری کو ناگوار رکھتا ہے ... منکر کو جب موت کا سامنا ہوتا ہے، تو اُسے عذاب الٰہی و عقوبت کی خبر سنائی جاتی ہے، پس اسکے لیے موت سے زیادہ ناگوار کوئی شے نہیں رہتی۔ وہ خدا کے سامنے حاضری کو ناگوار سمجھتا تھا، خدا اُسکی حاضری کو ناگوار رکھتا ہے۔

لیکن جو خوش نصیب، زندگی کے مفہوم کو سمجھ چکے ہیں، جو اپنے وجود کے مقصد سے غافل و بیگانہ نہیں رہتے ہیں، جن کے دلوں میں یہ یقین گھر کر چکا ہے، کہ اس عالم آب و گل سے کوچ کرتے ہی ایک بلند تر عالم، ایک برتر زندگی میں قدم رکھنا ہے، ان پر قدرۃً اس برتر زندگی کا شوق و اشتیاق غالب رہتا ہے، اور انکے لیے نشۂ موت انتہا سے زیادہ دلچسپ و پرلطف اور خواب نزع حد سے بڑھکر شیریں و دلکش ہوجاتا ہے، آگ ان پر گلزار ہوجاتی ہے، اور انگارے انکے لیے پھول بن جاتے ہیں

عن عبادۃ بن الصامت عن النبی صلعم قال من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ ... ان المؤمن اذا حضرہ الموت بُشّر برضوان اللہ وکرامتہ فلیس شیئ احب الیہ مما امامہ فاحب لقاء اللہ واحب اللہ لقاءہ۔ (بخاری کتاب الرقاق، باب من احب لقاء اللہ)

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا کے سامنے حاضری کو دوست رکھتا ہے، خدا اُسکی حاضری کو دوست رکھنے لگتا ہے ... اور جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے، تو اسے اللہ کی رضامندی اور اللہ کے بارہ میں عزت کی بشارت دیدی جاتی ہے، سو مومن کو اُسے موت سے بڑھکر کوئی شے عزیز و محبوب نہیں رہتی۔ پس جو خدا کے دربار میں حاضری کو دوست رکھتا ہے، خدا خود اُسکی حاضری کو دوست رکھنے لگتا ہے۔

عاشق کے نصیبے کی ذرا اس بلندی کو دیکھیے، کہ خود معشوق کو اسکی طلب و تمنا پیدا ہو جاتی ہے! ادھر اگر شوق سے پابوسی کسی بے نیاز مستغنی کے ہو رہا ہے، تو ادھر ذوق پذیرائی بھی کسی بے نیاز کے حریم ناز میں جنبش پیدا کیے ہوئے ہے!

اس بڑی بشارت، اس انتہائی پیام مسرت کے لانے والے کی زندگی خود اسی پیام، اسی بشارت کی سیرت عملی تفسیر تھی۔ اور یہی سبب ہے، کہ وہ برتر انسان، جب برتر زندگی کی سیر پر متوجہ ہوا، تو گو جسم و اعضائے جسم سب پر وہی علامتیں طاری تھیں، جو ہر بشر کے قبضے پر ایسے وقت ہوتی ہیں، لیکن دل کسی رفیق برتر سے لگا ہوا تھا، آنکھیں کسی جمال برتر سے لڑی ہوئی تھیں، اور فرط ذوق و کمال شوق میں لب و زبان بار بار جن الفاظ کو دہرا رہے تھے، وہ صرف یہ تھے۔

اللھم الرفیق الاعلیٰ — اے اللہ! اب صرف رفیق برتر درکار ہے!

امیر علی کا آخری وقت

جابر۔ سفاک۔ اور مغرور سلاطین کے لیے امیر علی کا آخری وقت قابل عبرت ہے۔ آہ۔ وہ امیر علی جو بات بات پر کہا کرتا تھا کہ حجاز میرا ملک ہے میرے باپ دادا کا ہے، اور حجاز کے ہر باشندے کا سر میری جوتی کے نیچے ہے۔ میں جس کو چاہوں مال و دولت و املاک دوں، اور جس سے چاہوں سلب کر لوں۔ اسی غرور و نخوت کے سلسلے میں وہ جب کہ ناخوش ہوتا تھا تو اس سے پوچھتا تھا کہ یہ تمہاری جائداد املاک اور تمام سامان زندگی تمہیں کس نے دیا ہے؟ اگر اس غریب نے یہ کہدیا کہ خدا نے۔ تو اس پر طرح طرح کے مصائب نازل کیے جاتے تھے چنانچہ اسی سلسلہ میں محمد نصیف رئیس اعظم جدہ بھی مبتلائے مصائب ہوئے۔ اور اگر انھوں نے اس سوال کے جواب میں امیر علی کے پاؤں پر ہاتھ جوڑ لیے تو مقبول بارگاہ ہوگیا۔ گردش دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اسی مغرور کا آخری عمر آیا۔ تمام ممالک محروسہ اور قابض اور اجنبی علیحدہ ہوگئے اور یہ جدہ سے نکال دیا گیا۔ وہ دن تک انگریزی جہاز کارن فلاور میں مقیم رہا، اور ان دنوں میں سلطان عبدالعزیز کی طرف سے اسے کھانا بھیجا گیا، اس لیے کہ اس مغرور و متکبر بادشاہ کے پاس ایک حبہ بھی نہیں تھا کہ وہ وقت کا کھانا کھا سکتا۔ چنانچہ اس نے ایک درخواست بھی سلطان عبدالعزیز کے نام بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ آپ کی عنایت ہوگی اگر مجھے فلاں فلاں چیزیں دیدیجئے۔ الحمدللہ آج شریفی غداروں کا حجاز سے صفایا ہوگیا۔ جن غداروں نے خائنوں نے بلد الامین میں خونریزی کی تھی، خدا کے مخصوص بندوں کو پکڑ کر انگریزوں کے حوالے کر دیا تھا، آج خدائے ذوالجلال نے اپنی شان قہاری دکھائی اور خود انتقام کی شان جلال سے ان خونیں اور غداروں کا تختہ الٹ کر حجاز کو ان کے ناپاک اعمال و افعال سے بالکل صاف کر دیا۔ تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر۔ انک علیٰ کل شیئ قدیر۔

(مولانا محمد عرفان، مدیر الجمعیۃ)

سچ کی پہلی جلد ۱۹۲۵ء کی چند مکمل جلدیں دفتر میں رکھی گئی ہیں۔ سرورق چھپ کر کے ان کی جلد بندی کرادی گئی ہے۔ جو صاحب چاہیں منگالیں۔ قیمت عہ
مہتمم

بوتل کا کاک

(۲)

گورنمنٹ نے کوکین کی ممانعت کر دی ہے۔ اور روزانہ ہر شہر میں بیسیوں کوکین فروشوں کو قید کی سزائیں دی جاتی ہیں۔ پھر بھی ہر روز لاکھوں روپے کی کوکین فروخت ہوتی ہے۔ اگر گورنمنٹ کو محض روپیہ کمانا ہوتا تو وہ کوکین فروشی کی ممانعت نہ کرتی۔ بلکہ خود کوکین بیچا کرتی۔

اور آج اس کے ہاں بھی پرانی جوتیوں۔ اور تھیلیوں اور لنگیوں اور گوٹہ کناری کے ٹکڑوں کا انبار جمع ہوتا۔ جیسا کہ دہلی کے کوکین فروشوں کے ہاں ان اشیا کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ کیونکہ روپیہ نہ ہونے کے سبب کوکین کھانے والے مسجد کے نمازیوں کی جوتیاں چرا چرا کر کوکین فروش کو دے آتے ہیں۔ اور گھر کے برتن اور بیوی کے زرین کپڑے بھی کوکین کے عوض قربان کر دیے جاتے ہیں۔

کوکین کھانا۔ کوکین بیچنا۔ کوکین رکھنا۔ سب ہی قانوناً جرم ہے۔ اور اس قانون پر عمل بھی مستعدی سے ہوتا ہے۔ مگر نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں نکلتا کہ سرکاری خزانہ میں جرمانوں کے روپے جمع ہوں یا جیلخانوں میں کچھ بسنے والوں کا اضافہ ہوتا ہے۔

پھر اگر شراب کی کشید۔ یا شراب کی فروخت۔ یا شراب پینا بھی قانونی جرم بنا دیا جائے تو اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو کوکین کے قانون کا ہوا۔

میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ ہر مذہب نے نشہ بازی کے خلاف حکم دیا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کس مذہب کے پیرو شراب سے محفوظ ہیں۔ سب ہی مذاہب کے آدمیوں میں یہ خانہ خراب ترقی کر رہی ہے۔ صرف صوبہ پنجاب کو لیجیے جہاں مسلمانوں کی بڑی اور زبردست اسلامی تحریکیں ابھر رہی ہیں۔ مگر وہاں مسلمان ہی سب اقوام سے زیادہ شراب میں مبتلا ہوتے جاتے ہیں۔

ہندوؤں کے مذہب نے بھی شراب کی ممانعت کی ہے۔ مگر پنجاب کے ہندوؤں میں بھی شراب خوری روز بروز بڑھ رہی ہے۔

سکھوں جیسی مضبوط ارادہ کی قوم جو تمباکو کو محض نشہ کے سبب حرام سمجھتی ہے اور تمباکو کے پاس بھی نہیں جاتی۔ مگر شراب کا رواج ان کے ہاں بھی ازحد بڑھ رہا ہے۔ بلکہ تازہ معلومات کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں سے زیادہ پنجاب کے سکھ شراب پینے لگے ہیں۔

عیسائی مذہب پنجاب میں نیا ہے۔ اسی مذہب کے اوکسفورڈ اور کیمبرج کے طلبہ کے اصلی روح رواں ہیں۔ لیکن ان کو ذرا احتساب کرنا چاہیے کہ پنجاب کے کتنے عیسائی شراب سے پرہیز کرتے ہیں۔ مجھے تو یہ بتایا گیا ہے کہ عیسائیوں میں شراب خوری سب اقوام سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔ اور ہر نیا عیسائی جو ہندوستان کی اچھوت اقوام سے اس مذہب میں آتا ہے۔ کھانا سیکھتا ہے۔ پہننا سیکھتا ہے۔ لکھنا پڑھنا سیکھتا ہے۔ اور پورا جنٹلمین بن جاتا ہے۔ مگر شراب کی عادت بھی اتنی بڑھا لیتا ہے کہ اپنی قدیم حالت میں وہ کبھی اتنی شراب نہ پیتا تھا۔

میں نے گزشتہ جنوری میں پنجاب کے صوبہ کا دورہ کیا تھا۔ اور اکثر ان مقامات پر گیا جہاں عیسائی مشن کام کرتے ہیں۔ اور تبلیغی نقطۂ نظر سے مشن کے کام کے طریقے اور ان کے نتیجے سمجھنے کی کوشش کی تو مجھے معلوم ہوا کہ عیسائی مشن نے بہت سی قوم پر بڑا احسان کیا ہے کہ انکو صاف رہنا سکھایا۔ اچھا کھانا سکھایا۔ اچھا پہننا سکھایا۔ بیکاری سے بچایا۔ روزگار دلوایا۔ اور کام کا آدمی بنا دیا۔ اور ان کی تعلیم میں بھی پوری محنت کی۔ لیکن ہر نئے مذہبی عیسائی کو شراب کی عادت ہو گئی۔ اور وہ لوگ اس کثرت سے شراب پینے لگے کہ پہلے ان کے باپ دادا نے بھی کبھی اتنی نہ پی ہوگی۔

تو اب یہ ہے کہ کیا اسلام! ہندو دھرم یا عیسائی مذہب کی یہ خرابی ہے کہ وہ شراب کو روک نہیں سکے؟

میں کہتا ہوں۔ آج کل شراب خوری کی ترقی کی ایک اور وجہ ہے اور وہ اتنی زبردست ہے کہ مذاہب کی قوت بھی اسکو مغلوب نہیں کر سکتی۔ اور آج میں صرف اسی ایک چیز کو بیان کرنے حاضر ہوا ہوں۔

اس خیال کے سبب کے بیان کرنے سے پہلے مجھے اجازت اور سوال کرنے دیجیے کہ ہندوستانی اخلاق کی اصلاح کے لیے آجکل ڈرامے کھیلے جا رہے ہیں۔ اور ان کو اسٹیج پر دکھایا جا رہا ہے۔ اور مخلوق کثرت سے ان کو دیکھنے بھی آتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان ڈراموں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اور ان سے اخلاقی اصلاح ہوتی ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب پر آپ غور کریں گے تو آپ کو اس بات کے سمجھنے میں آسانی ہوگی جو میں ابھی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور جس کو میں نے شراب کی ترقی کا اصلی سبب سمجھا ہے۔

گزشتہ مہینہ اسی سال کے ستمبر میں آگرہ کا نشہ ایک ڈراما ہوا تھا میں نے بھی وہ ڈراما دیکھا تھا۔ دہلی میں اس کی بڑی دھوم تھی۔ کہ رنڈی بازی کے خلاف وہ بہت موثر ڈراما ہے۔ اور جب میں نے دیکھا تو کہا واقعی بہت عمدگی کے ساتھ اصلاحی خیال ظاہر کیا ہے۔

مگر حضرات میں نے دیکھا کہ وہاں سینکڑوں رنڈی باز موجود تھے اور بعض رنڈیاں بھی تھیں۔ رنڈی باز اپنے عیب سن کر ہنستے تھے۔ اور رنڈیاں بھی اپنے فریب و ظلم سن کر ہنستی تھیں۔ اور سب ہی واہ واہ اور آفریں کہہ رہے تھے۔

تھیٹر سے باہر نکلنے کے بعد ایک شخص بھی اصلاحی اثر اپنے ساتھ نہ لے گیا ہوگا۔ بلکہ رنڈی بازوں کو جیسے ہی آباد نظر آتے ہیں اور ڈراما دیکھنے والا۔ اسی طرح کروڑپتی بد کار لوگ پبلک سے ہیں۔ اور اپنی دنیا بھر پر ظلم کر رہے ہیں۔ ایک شخص بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا۔

اس کی وجہ صاف ہے کہ خلقت تماشہ و تفریح کے ارادہ سے آتی ہے اور اسی نظر سے دیکھتی اور سنتی ہے۔

مجھ سے ڈاکٹر دیوی داس کپور نے ستمبر میں کہا تھا کہ اس ڈرامہ سے بہت فائدہ ہوگا۔ میں نے جواب دیا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کہ لوگ تماشہ کا ارادہ کر کے آتے ہیں۔ اصلاح ان کے سامنے نہیں ہے

انھوں نے کہا کم از کم وہ نوجوان ہی سے فائدہ حاصل کریں گے جو ڈراموں کے فریب سے واقف نہیں ہیں۔ میں نے کہا۔ نہیں وہ یہ تماشہ دیکھ کر بیباک ہو جائیں گے۔ ان کی جھجک نکل جائے گی اور وہ ایک نامعلوم چیز کو معلوم کر کے خود بھی آپ کو آزمائش میں ڈالیں گے۔

اور سب سے زیادہ نقصان ان پردہ نشین عورتوں کو ہوگا جو یہ ڈراما دیکھنے آتی ہیں، کیونکہ ان کے اندر بھی بازاری عورتوں کی بے باکی و خود فروشی اثر کرے گی اور وہ مردوں کی حرکات سے نفرت کرنا سیکھ جائیں گی۔

مجھے کہنا صرف یہ ہے کہ ہر چیز نیت کی ماتحت ہوتی ہے۔ جب تک ڈراما دیکھنے والوں کی نیت اپنی اصلاح کی نہ ہو۔ اور جب تک وہ اس ارادے سے تماشا گاہ میں نہ آئیں کہ ہم وہاں جا کر کوئی نصیحت حاصل کریں گے اس وقت تک کوئی اچھا نتیجہ ان ڈراموں کا نہیں نکلے گا۔

ہندو قوم میں بھی ڈراما کا رواج تھا اور ہے۔ ناٹک کمپنیاں ہندوؤں کے بہت سے مذہبی ڈرامے دکھاتی ہیں، مگر ہندو بزرگوں کے گزشتہ اوصاف ہندو قوم میں کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اصلی وجہ محض یہ ہے کہ ہندو قوم یہ ڈرامے، تماشے اور تفریح کے ارادہ اور نیت سے دیکھتی ہے اور مقدس اور پاکیزہ بزرگوں اور اوتاروں کے پارٹ وہ لوگ کرتے ہیں جن کی اخلاقی حالت عموماً بہت خراب ہوتی ہے۔ میرے آٹھ سالہ لڑکے حسین نے ایک دفعہ ایک ہندو ڈراما دیکھا اور مجھ سے کہا کہ آپ کرشن جی کی بہت تعریف کیا کرتے ہیں، مگر وہ تو تماشے میں ناچ رہے تھے میں نے اسکو سمجھایا کہ ناچنا کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔ مگر بچے کے اس سوال سے میں سمجھا کہ کم عمر اور کم سمجھ آدمیوں پر ان ڈراموں کا کیا اثر ہوتا ہے؟

اسی سے شراب خواری کی ترقی کا اصلی سبب بھی معلوم ہو سکتا ہے اور اصلاحی کوششوں کی ناکامی کا باعث بھی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ نئی تہذیب نے انسان کی طبیعت میں آزادی اور خود پرستی کی ایک رو پیدا کر دی ہے اور وہ ہر برائی کو فیشن کا ایٹی کیٹ سمجھنے لگتا ہے۔

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ گورنمنٹ نے جوے بازی کو قانونی جرم قرار دیا ہے۔ مگر تمام دنیا اور خود گورنمنٹ کے قانون بنانے والے کلب میں جا کر اور گھوڑ دوڑ میں شریک ہو کر علانیہ جوا کھیلتے ہیں۔ اور اسکو نئی تہذیب کا ایک جزو تصور کرتے ہیں۔ پولس صرف ان جواریوں کو پکڑتی ہے جو غریب ہیں اور جاہل ہیں۔ مگر تعلیم یافتہ اور مہذب جواریوں کو کوئی نہیں پکڑتا۔ کیونکہ ان میں سے اکثر پولس کے آقا ہوتے ہیں۔ یعنی وہی لوگ گھوڑ دوڑ میں اور کلب گھروں میں جوا کھیلتے ہیں جنھوں نے اس ملک میں از روئے قانون پولس کا محکمہ بنایا ہے۔

جوے کے اندر بھی وہی بنیادی سبب ہے جو شراب کے اندر ہے۔ روپے کی طمع اور یکایک بہت سا آ جانے کی خواہش سے پیدا ہوتا ہے، اور جو تہذیب روپے کی ترقی کو زندگی کا حاصل مقصد سمجھتی ہے وہ کبھی جوے کا انسداد نہیں کر سکتی۔

شراب کی ترقی بھی نئی تہذیب کے فیشن اور ایٹی کیٹ سے ہو رہی ہے۔ اس میں نہ کسی مذہب کا قصور ہے نہ کسی گورنمنٹ کا خطا ہے۔ جب تک نئی تہذیب کے اصول میں تبدیلی نہیں ہوگی شراب اور جوے اور بدچلنی کی اصلاح ناممکن رہے گی۔

(بقیہ نوٹ مندرجہ صفحہ ۲)

عدالت گستری کی ایک بدیہی اور ناقابل انکار حقیقت کی طرح اپنے میں جگہ دے لی، اور ہر بڑے لاٹ، چھوٹے لاٹ، بڑے صاحب، چھوٹے صاحب، بلکہ ہر ڈپٹی، ہر تحصیلدار، اور پولیس کا ہر تھانہ دار تک نوشیروان عادل کا مجسمہ نظر آنے لگا۔ اس خوش آیند خواب کی جو تعبیریں ہندوستان میں ہر وقت نکلتی رہتی ہیں، انھوں نے بہتوں کی آنکھیں کھول دی ہیں، تاہم جو لوگ خواب شیریں کی دلچسپیوں کو چھوڑ کر اب بھی آنکھیں کھولنی نہیں چاہتے، وہ شاید ذیل کے واقعہ سے مزید لطف حاصل کریں۔

۱۹۲۳ء میں بنگال کے ایک سب انسپکٹر پولیس کو عدالت سشن نے ایک سال کی سزا دی۔ ملزم کو اپنی بے گناہی کا یقین تھا، ہائی کورٹ میں اپیل کی، سزا بحال رہی۔ ملزم کے ذہن میں اسکا امکان ہی نہ تھا کہ انگریزی عدالتیں بے قصور کسی کو سزا دیں۔ بیچارہ ہر قسم کی سختیاں جھیلتا ہوا، اور فاقے کی ملازمتیں کرتا ہوا، بالآخر ۱۹۳۲ء کے آخر میں لندن پہونچا، کیونکہ بچپن میں سن رکھا تھا، کہ اس پاک سرزمین پر ہندوستانیوں جیسے خطاشعار انسان نہیں، بلکہ عدل و انصاف، ایمان اور سچائی کے دیوتا بستے ہیں۔ اور اس زمین پر جا پہنچنے والوں کو آسمان کی گردش کوئی گزند نہیں پہونچا سکتی۔ غرض سیکڑوں آرزوؤں اور تمناؤں کے ساتھ اپنے ملک برطانیہ کی سب سے بلند اور اونچی عدالت، پریوی کونسل کے دربار اقدس پر جا کر حاضری دی اور مفلسی میں اپیل دائر کرنے کی اجازت چاہی۔ مسٹروں کی فیس ادا کرنے کے لیے جیب میں کچھ نہ تھا، لیکن دماغ، عدل برطانیہ کی محبت و اعتماد کا سرمایہ دار تھا۔ اسی پر بھروسہ کر کے بذات خود اپنے مقدمہ کی پیروی شروع کر دی، درخواست پیش کرنے کے بعد دادخواہ نے اس انتہائی تذلل و تضرع کے لہجہ میں جسے صرف فریادرس حقیقی کے دربار کے لیے مخصوص رہنا چاہیے، عرض کی کہ اے عدل کے دیوتاؤ، اور انصاف کے خداوندو! دنیا میں اب تک میرے ساتھ کہیں انصاف نہیں ہوا ہے، اب تمہارے آستانہ پر سر جھکانے کو حاضر ہوا ہوں، میری فریاد کو پہنچو۔

پریوی کونسل کا بنچ لارڈ موم کا بنا ہوا نہ تھا، جو آہ گرم و نالہ شربار سے پگھل جاتا۔ ٹھیک وہی جواب دیا، جو پتھر دل سے کرسی پر بیٹھے ہوئے معبودوں کی زبان سے بے سہاروں کو انتہائی حاجت و ضرورت کے وقت ملا ہے، یعنی "مجھے نہایت افسوس ہے، کہ میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا، پریوی کونسل میں مقدمات فوجداری کی اپیل نہیں ہوتی۔"

بیچارہ ہندوستانی دادخواہ کی آنکھیں معلوم نہیں اس کے بعد بھی کھلیں یا اب بھی بند ہیں۔ غالب نے یہ شعر شاید کسی ایسی ہی مایوسی کے موقع پر کہا تھا:

اب کہاں قسمت آزمانے جائیں
تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا!

"م"

آزمودہ!

مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

ارزاں!!

تصوف

یادگار دستگیر — حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کا ترجمہ طالبین کو سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت …

الفیض الربانی — فیض الرحمانی۔ حضرت غوث پاک کے مواعظ کا ترجمہ جن کو سن کر لاکھوں مسلمان ہو گئے۔ قیمت …

مرصاد العباد — حضرت خواجہ نجم الدین کبری نے سلوک و طریقت کے بیان میں لکھی۔ قیمت …

سیر الاولیاء — یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز۔ قیمت …

اکسیر ہدایت — امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت …

عزیز القلوب — امام غزالی کی کتاب جس میں تمام اخلاق کے تمام شعبوں کا بیان ان کے کتاب میں نہایت وضاحت سے ہے۔ …

ہشت بہشت — یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات جن کے مطالعہ سے نور ایمان حاصل ہوگا۔ قیمت …

کشف المحجوب — حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے۔ قیمت …

مکتوبات مجدد الف ثانی — اسلام کی سچی اور پاکیزہ تعلیم چاہتے ہو تو ان خطوط کا مطالعہ کرو۔ قیمت …

مقاصد السالکین — تصوف کی تعلیم کا اصلی مدعا اور فلاح دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے۔ قیمت …

تصوف اسلام — (از مولوی عبدالماجد بی اے) جس میں کار اولیاء کی تعلیمات کو پیش کر کے اسلامی تصوف کا حل کیا گیا ہے۔ قیمت …

نفحات الانس — مولانا جامی کا مشہور تذکرہ اولیاء جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے۔ قیمت …

تذکرۃ الاولیاء — شیخ فرید الدین عطار کا مشہور تذکرہ جس کے مطالعہ سے ہزاروں صاحب دل بنے۔ قیمت …

حالات مشائخ نقشبندیہ — سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیاء کے حالات و مقامات۔ قیمت …

تذکرہ اولیائے ہند — اس میں تمام مسلمان ہندوستانی اولیاء کرام کے حالات و مقامات درج ہیں۔ قیمت …

روضۃ القیومیہ — (۲ جلد) مجدد الف ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد نقشبند وغیرہ بزرگوں کے حالات۔ …

کتاب الشفاء — قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کس طرح ادا کرنا چاہئیں۔ قیمت …

تاریخ

تاریخ ابن خلدون — علامہ ابن خلدون مغربی کی بے نظیر تاریخ کا ترجمہ (۱ جلدوں میں)۔ قیمت …

مقدمہ تاریخ ابن خلدون ۲ جلدوں میں۔ …

تاریخ اسلام — سید امیر علی صاحب نے سارے عہد اسلامی کی تاریخ کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ قیمت …

تاریخ الحرمین — مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات اور خانہ کعبہ و مسجد نبوی کی تاریخ۔ قیمت …

تاریخ عرب — ملک عرب کا جغرافیہ، تاریخ، عربی قوم کا قدیم تمدن، اس کے عظیم الشان فتوحات و ادبیات و اخترعات۔ قیمت …

حالات عراق عرب و عمان — وہ ممالک جو اسلام کا اصلی گہوارہ ہیں اور جہاں تمام مقامات مقدسہ ہیں۔ قیمت …

تاریخ ایران — ساسانیوں اور زردشتیوں کے قدیم تمدن کی تاریخ جو مسلمانوں سے مٹائی گئی۔ قیمت …

تاریخ مصر — مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے جو کبھی یہاں دارالخلافت تھا۔ قیمت …

تاریخ مغرب — شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے۔ قیمت …

تاریخ مراکش و مغرب الاقصیٰ — شمالی افریقہ کی وہ اسلامی حکومتیں جہاں اس وقت امیر عبدالکریم برسرپیکار ہیں۔ قیمت …

مسلمانان اندلس — اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا؟ یہ بھی حال کی تاریخ ہے۔ قیمت …

خلافت موحدین — شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تاریخی حالات۔ قیمت …

تاریخ ہندوستان (۱ جلد) — عہد اسلامی کی مفصل تاریخ، شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ مرحوم۔ قیمت …

نیرنگ افغان — ہندوستان کی پہلی اسلامی سلطنت کی قومی و ملکی تاریخ۔ قیمت …

حکومت اورنگ زیب — عالمگیر کے عہد کی اصلی تاریخ، از نواب مرزا لطف علی بیگ جنگ صاحب میرمنشی حیدرآباد دکن۔ قیمت …

اخبار الاندلس — اسپین میں آٹھ سو سال اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ۔ ۳ جلدوں میں۔ قیمت …

موحدین — اسپین کے مسلمانوں کی عروج کی مستند تاریخ۔ …

ملنے کا پتہ

الناظر بک ایجنسی۔ لکھنؤ

سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام — سیرۃ رسول پر قدیم تصانیف میں سب سے مستند کتاب ہے۔ قیمت …

اسوۂ حسنہ — سیرۃ رسول میں علامہ ابن جوزی کی کتاب جس سے بہتر نہیں ہو سکتی ہے۔ قیمت …

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب — مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف سیرۃ رسول۔ قیمت …

اسلام — مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مترجم قرآن شریف کی کتاب سیرۃ رسول جو بہت مقبول ہوئی۔ قیمت …

سیرۃ النبی — مولانا شبلی کی مشہور تالیف۔ قیمت جلد اول …، جلد دوم …، جلد سوم …

رحمۃ للعالمین (۲ جلد) — قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی سیرت نبوی بہت پسندیدہ اور قابل دید ہے۔ …

اسوۂ صحابہ (۲ جلد) — صحابہ کرام کے عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت اور علمی کارناموں کا مکمل بیان۔ قیمت …

سیر الصحابیات — ازواج مطہرات و بنات طاہرات اور اکابر صحابیات کے سوانح اور مذہبی، اخلاقی و علمی کارنامے۔ …

سیرۃ خیر البشر	سیرۃ عثمان	امام مالک
سیرۃ احمدی	ذی النورین	جنید بغدادی
سیرۃ مصطفیٰ	ابو الحسنین	ذکر غوث پاک
سیرۃ الرسول	سیرۃ المرتضیٰ	خواجہ معین الدین چشتی
تذکرۃ المصطفیٰ	سیرۃ عائشہ	الغزالی
تذکرۃ الحبیب	سیرۃ حسن	سوانح عمر فاروق
حضرت محمد صلعم	ازواج النبی	المامون
رسول عربی	امت کی مائیں	الصدیق
سرور انبیاء	الزہرا	
خاتم النبیین	خاتون جنت	
پیغمبر اعظم	بنات رسول	سیرۃ عباس
ابو بکر	سیرۃ الحسین	
تذکرۃ الانبیاء	ابو ایوب انصاری	
ازواج الانبیاء	سیرۃ بلال	
سیرۃ الصدیق	سیرۃ امیر معاویہ	
صدیق اکبر	خالد بن ولید	امام مسلم
ذی النورین	سیرۃ عمر بن عبدالعزیز	
الفاروق	سیرۃ النعمان	
سیرۃ الفاروق	سیرۃ الشافعی	

(ایڈیٹر — عبدالماجد، اسحاق علی علوی پرنٹر و پبلشر نے الناظر پریس نمبر ۳۲ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھاپ کر شائع کیا)